اداریہ

سودی نظام کے خاتمے کا معاملہ ایک بار پھر سرخ فیتے کا شکار؟

حکومتی سطح پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اعلیٰ سطحی مؤقر اداروں کے اس اعتراف کے باوجود کہ سود حرام ہے اور سود کی کوئی بھی قسم حرمت سے خارج نہیں، ایک بار پھر ملک سے سودی نظام کے خاتمہ کا معاملہ سرخ فیتے کا شکار ہوگیا۔ قیامِ پاکستان سے اب تک مختلف اوقات میں اسلامی نظام یا نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کی بات بڑے زور و شور سے ہوتی رہی ہے۔ اور ایک ایسے فریم ورک کی تیاری کی ضرورت پر زور دیا جاتا رہا ہے جس سے ملک کا نظامِ عدل اور نظامِ معیشت صحیح اسلامی رنگ اختیار کر سکے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اہل علم نے متعدد مواقع پر اپنے اپنے انداز میں عملی منصوبے اور خاکے پیش کئے۔ حکومت پاکستان کے قائم کردہ آئینی فقہی ادارے اسلامی نظریاتی کونسل نے اس حوالے سے خاصی محنت کی۔ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۸۳ء تک اسلامی نظریاتی کونسل نے ملک کے جید علماء کرام اور معتمد علیہ ماہرین اقتصادیات کی مشترکہ میٹنگز کا اہتمام کیا اور اس طرح ملک سے سود کے خاتمہ، اسلامی بینکاری کے قیام اور مالیاتی قوانین میں ضروری ردو بدل کے حوالہ سے ایک جائزہ رپورٹ تیار کی۔

یہ بات ۱۹۶۳ء میں طے پا گئی تھی کہ ملک میں رائج بینکاری نظام کے تحت، افراد، اداروں یا سرکار کے مابین تجارتی لین دین یا قرضوں میں اصل زر پر ادا کی جانے والی زائد رقومات سود کے زمرے میں آتی ہیں نیز یہ کہ مختصر مدت کے لئے جاری کردہ مالیاتی ہنڈیوں پر ادا کیا جانے والا ڈسکاؤنٹ، سیونگز سرٹیفکیٹ پر جاری ہونے والے قرضوں پر ادا کیا جانے والا سود، پرائز بانڈ کے انعامات، پراویڈنٹ فنڈ، پوسٹل لائف انسورنس، سرکاری ملازمین کو ملنے والے قرضوں پر ادا کیا جانے والا سود یہ سب ربوٰا کی تعریف میں آتے ہیں۔

۱۹۷۷ء کے بعد صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے ایماء پر سودی نظام کا متبادل پیش کیا گیا اور شراکت و مضاربت کی صورتیں تجویز کی گئیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک عبوری رپورٹ ۱۹۷۸ء میں صدر مملکت کو پیش کی جس کی

روشنی میں صدر مملکت نے سود کے خاتمہ کے سلسلہ میں ۱۹۷۹ء میں بعض عبوری اقدامات کئے اور بعض مالیاتی وتجارتی اداروں کوشراکت ومضاربت کی طرز پر چلانے کے اقدامات کئے گئے۔

۱۰ر فروری ۱۹۷۹ء (بارہ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ) کے موقع پر صدر نے ایک حکم جاری کیا جس کے مطابق ملکی اقتصادی نظام کو کلی طور پر غیر سودی نظام میں تبدیل کرنے کے لئے تین سال کی مہلت دی گئی۔

۱۵ر جون ۱۹۸۰ء کو اسلامی نظریاتی کونسل نے سود کے خاتمہ کے عملی خاکہ پر مشتمل ایک حتمی رپورٹ تیار کر کے منظور کر لی۔ جو ۲۵ر جون ۱۹۸۰ء کو صدر مملکت کی منظوری کیلئے صدر کو پیش کی گئی۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی ایک نظرثانی شدہ رپورٹ میں یہ سفارش کی کہ زیادہ سے زیادہ یکم جولائی ۱۹۸۴ء تک ہر قسم کا سودی لین دین قطعی طور پر ممنوع قرار دے دیا جائے اور اس سلسلہ میں کونسل نے ایک آرڈی نینس کا مسودہ بھی صدر مملکت کو نفاذ کے لئے ارسال کیا۔

مذکورہ بالا تمام اقدامات ملک سے سودی نظام کے خاتمہ کے سلسلہ میں تھے اور علماءِ کرام نے اس عرصہ میں ہر سطح پر سودی نظام کے خاتمہ اور غیر سودی نظام کے نفاذ کیلئے اپنا کام جاری رکھا۔

۱۴ر نومبر ۱۹۹۱ء کو وفاقی شرعی عدالت پاکستان نے ملک سے سودی معیشت کے خاتمہ کا حکم دیا اور سود کے خلاف اپنا تاریخی فیصلہ سنایا۔ اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی اور سپریم کورٹ نے بھی وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے، سود کے خلاف فیصلہ صادر کرتے ہوئے حکومت کو ہدایت کی کہ وہ ۳۰ر جون ۲۰۰۱ء تک ہر صورت میں ملک سے سودی نظام کو ختم کر کے غیر سودی نظام نافذ کر دے۔

اس طویل قانونی جنگ میں علمائے کرام اور سودی نظام کیخلاف برسرِ پیکار محبِ اسلام افراد کی کامیابی کے باوجود، ایک بار پھر سودی نظام کے خاتمہ کا معاملہ یہ کہہ کر ٹالا جا رہا ہے کہ ابھی تک اسٹیٹ بینک اور دیگر ادارے اس کے لئے ضروری تیاری نہیں کر سکے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک ملکی معیشت پر قابض سفید ہاتھی جو ملکی خزانے کو تنخواہوں، بھاری بھرکم الاؤنسوں اور دیگر آسائشوں کے نام پر لوٹتے رہے ہیں، اب تک ملک سے سودی نظام کے خاتمہ کی تیاری کیوں مکمل نہیں کر سکے؟

مذہبی جماعتوں کو بدنام کیا جاتا ہے اور علماء کرام کو طعنہ دیا جاتا ہے کہ یہ ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دیتے ہیں اور ان کی وجہ سے ملکی استحکام خطرے سے دوچار رہتا ہے۔ کبھی یہ پھبتی کسی جاتی ہے کہ یہ آپس میں مل بیٹھ کر کسی مسئلہ پر اتفاق رائے قائم نہیں کر سکتے، اسلامی نظریاتی کونسل میں تمام مکاتب فکر کے علماء موجود ہیں۔ کبھی کسی نے یہ خبر سنی کہ وہ کسی مسئلہ پر باہم دست و گریباں ہو گئے، بلکہ اس کے برعکس انہوں نے کمال فراست سے ملکی آئین کا جائزہ لے کر اس کی غیر اسلامی شقوں کے خاتمہ کی متفقہ تجویز پیش کی اور اقتصادی نظام کو سود سے پاک کرنے کا فریم ورک بنا کر دیا۔

سوال یہ ہے کہ (بقول بیوروکریسی کے) ان فرقہ پرستوں اور ملکی استحکام کو خطرات سے دوچار کرنے والوں نے تو اپنا ہوم ورک کبھی کا مکمل کر کے پیش کر دیا، سرکار کے پرامن، باتدبیر اور ملک کو مالی، اقتصادی اور دیگر ہر طرح کا استحکام بخشنے والے سفید ہاتھیوں نے اب تک اپنا کام کیوں مکمل نہیں کیا اور وہ سود کے خاتمہ کے فیصلہ کو دل سے تسلیم کرنے کے لئے اپنے آپ کو کس فرقہ واریت کی بناء پر تیار نہیں کر سکے؟

کیا واقعی سرکاری مشینری اور ملکی اقتصادی اداروں کے سربراہ اس قدر نااہل ہیں؟ یا کسی غیر ملکی اشارے پر ملک سے سود کے خاتمہ کا معاملہ ایک بار پھر معرضِ التوا میں ڈالا جا رہا ہے؟

فُزْتُ و ربّ الکعبہ

کراچی میں مجلسِ فقہی کا قیام

مجلّہ فقہ اسلامی کے شمارہ نومبر ۲۰۰۰ء کے اداریہ میں ہم نے فقہ و اجتہاد کے حوالہ سے ارون شوری کی ایک طنزیہ کتاب پر گفتگو کرتے ہوئے علمائے کرام سے ان الفاظ میں پر درد اپیل کی تھی

''علماءِ کرام کا فرض بنتا ہے کہ اجتہاد کے حوالہ سے پھیلائے جانے والے زہریلے پروپیگنڈے کا مؤثر سدِ باب کرنے کی خاطر مجالس فقہ و اجتہاد قائم فرمائیں اور فتاویٰ میں مجتہدانہ آراء کی نشاندہی فرما کر اس اثر کو زائل کریں کہ بابِ اجتہاد مقفل ہے۔''